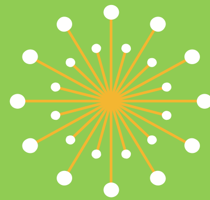
2021 سالانہ تحقیقی کتابچہ

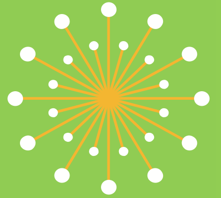


راہِ علم کا سرچشمہ

www.jmiashrafia.net

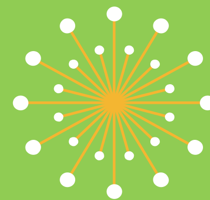






الجامعة المخدومية

الاسلامية









سرپرستِ اعلیٰ:

حضرت ابوالوقار سید صابر اشرف جیلانی

حفظ الله ونفعنا من بركات علومله الشريفه

اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم



الجامعة المخدومية الاسلامية

حضرت ابو السید ابو الوقار صابر اشرف اشرفی الجیلانی مد ظلہ تعالیٰ

بفیضانِ نظر

حضرت ابوالمحبوب سید مخدوم
اشرف اشرفی الجیلانی

سرپرستِ اعلیٰ

حضرت ابووقار سید صابر
اشرف اشرفی الجیلانی

ایڈیٹر

حضرت علامہ سید اظہار اشرف الجیلانی

پروف ریڈر

ڈاکٹر سید شہریار اشرف الجیلانی
زوجہ سید اظہار اشرف جیلانی

سب ایڈیٹر

سید وقار اشرف الجیلانی

نگرانی نظامی امور

اسلم اشرفی، محمد احسن اشرفی





میری تمام کاوشوں کا اہم مقصد رضائے الٰہی کی طرف متوجہ ہونا ہے، حقیقتِ علم و فضل سے قریب کرنا ہے اور اللہ نے جس علم و عمل کو انسان کے لئے چاہا، اُس علم سے محبت پیدا کرنے کا ایک کردار ادا کرنا ہے،

میرے اس کام میں میرا کوئی کردار نہیں یہ صرف رب کی توفیق ہے، اللہ مجھے اِس کام کے لیے مخلص سوچ عطا فرماں، آمین



اصلاحی معاشرہ

تعارف پیش نظر

ہر انسان کو پروردگارِ عالم نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازہ ہے اور بڑے بڑے خزانے اِس کی ذات میں پوشیدہ کر رکھے ہیں۔اِس کی شخصیت کو نکھارنے کے لیے تمام ہدایات اور قدرت کے وسائل بھی اِس کے آس پاس موجود ہیں لیکن اِن صلاحیتوں کو نکھارنے پر ہماری کوئی توجہ نہیں ،کوئی مخلصی نہیں،انسان کو اللہ تعالیٰ نے جس معیارِ تخلیق (Measure) پر پیدا کیا۔انسان اُس سے بے خبر ہے اور اپنی حقیقت سے دور جاتا جارہاہے۔دنیاوی معالات میں مصروف ہو کر اللہ کے قرب کی اہمیت کو بھولتا جارہاہے اور دوسری طرف تفریح کے نام پر ٹی وی کے فحش پُر گرام دکھائے جارہے ہیں جن سے انسان اپنی صلاحیتوں کو تباہ کر رہاہے، منافقت، دشمنی،تعصب، قوم پرستی، عقل پرستی،مذہب پرستی،انسانیت کو ایک ایسے موڑ پر لے جارہیں جہاں سے ذلت،تباہی اور گمراہی سے انسان کو کوئی نہیں بچاسکتا۔یہ تمام چیزیں انسان کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہیں۔رب کی دی ہوئی نعمتوں کی ناقدری انسان کو قدرت کے فیض سے محروم کررہی ہے، انسان اپنی ہی خود غرض والی سوچ سے اپنے آپ کو دفن کررہاہے، اور نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے آپ کو ناکام کررہاہے۔

بین الاقوامی برائیاں تمام حفاظتوں کے ساتھ معاشرے کو اپنے لپیٹ میں لے رہی ہیں،انسان دشمن اقوام انسانیت کے لباس میں ہی انسان کو تباہی کی طرف لے جانے کی ہر ممکن کوشش کررہی ہیں،

انسانیت کا ایک بڑا حصہ اپنے ٹائم کو، شعور کو، علم کو ایسے برباد کررہاہے کہ جیسے دیمک لکڑی کو کھاجاتی ہے، آج ہمارا یہ المیہ ہے کہ ہم اخلاق اور حقیقت کی منزل سے آگاہی حاصل کرنے کے بجائے اس سے دور رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ پھر روزانہ کا رونا، شکوہ کرنا، بعد میں پھر افسوس کرنا یہ سب افعال ہمارے معاملات میں شامل ہوچکے ہیں، آج تربیت کا درخت معاشرے کے لیے کڑوے پھل دے

رہا ہے، جو ترقی تو دور کی بات ہے انسان کی تنزلی (زوال) کا سب سے بڑا سبب ہے، ہمیں آج اپنی سوچ پر کام کرتے ہوئے کچھ ایسی راہیں ہموار کرنی چاہیے، جس پر اللہ کا فضل بھی ہوں، مخلصانہ عمل و کردار بھی ہوں، جستجوئے رضائے الٰہی بھی ہوں، اور بے غرض ہو کر کام کرنا بھی ہوں، یہی طریقہ ہے جو ہر میدان میں انسان پر اُس کی حقیقت کو واضح کر سکتا ہے، اس کتابچے کا مقصد بھی آپ کو مخلصانہ معلومات اور تحقیق سے آگاہ کرنا ہے، جو ہر انسان کے لیے ہر جگہ فائدے کا سبب ہے، آپ بھی ہماری رہنمائی فرمائیں، یہ وقت کی ضرورت ہے کہ ہم جہاں بھی ہیں، جیسے بھی ہیں، ہمیں اِس معاشرے کو اصلاح کی طرف لیکر جانا ہے۔ ہر انداز سے اِن صلاحیتوں کو نکھارنا ہے جو رب نے ہر انسان کے اندر چھپا رکھیں ہیں۔ اگر آج بچوں کو ہم کسی ایسے کام میں مصروف کریں جو اِن کی ہر صلاحیت کو کسی نہ کسی حد تک اُجاگر کر سکے تو یہ معاشرہ خود اپنی ترقی کی سند آپ کے سامنے رکھے گا۔ ہمارے تجربے کی بنیاد پر لکھنا پڑھنا ہی انسان کی صلاحیت کو مثبت بناتا ہے، معاشرے پر اندازِ فکر کو اصلاحِ عالم کے طور پر واضح کرتا ہے، اِسی بنیاد پر ہم نے اِس کتابچے کا آغاز کیا ہے جس میں بہت سے بچوں نے حصہ لیا اور بہترین سے بہترین مضامین لکھ کر کے ہمیں اِرسال کیے جن کو ہم نے بچوں کی حوصلہ افزائی کے لیے اس میں شائع کیا ہے تاکہ بچے اِس معاشرے کا مستقبل بنانے میں اہم کردار ادا کر سکیں اور ایک بات یہ بھی اپنی نگاہوں کی نظر کریں کہ اِس کتابچہ کا یہ بھی امتیاز رکھا کہ ہر انسان کی ترقی کی راہ (تحقیق) کو ہر انداز سے آپ کی خدمت میں پیش کی جائے تاکہ ہر طالبِ علم ہر چیلنج کا سامنا کرتے ہوئے حصولِ علم کے میدان میں بھی اِس سے فائدہ اُٹھا سکے، آپ بھی اِس کتابچہ کے لیے اپنی تجاویز دے سکتے ہیں اور ہمارے اِس مقصد کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ہر نیک عمل کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور ہمیں اس حوالے سے اس طرح توفیق دے کہ ہمارے اعمال کی تاثیر کو مثبت صورت میں مسلمانوں کی نسلوں میں نظر آئے۔ آمین



خاکِ پائے مخدوم سمنانی

سید اظہار اشرف الجیلانی

31/mar/2021



راہِ علم کا سر چشمہ

کمپوزنگ: محمد عبد القادر اشرفی

(معاون حضرات)

- محمد طاہر خان
- محمد فاروق اشرفی
- محمد جہانزیب اشرفی
- محمد کامران قادری





فہرست

موضوعات — صفحہ نمبر



سب سے زیادہ پڑھے جانے والی کتاب

از قلم: سید صابر اشرف جیلانی

انسان اگر پڑھنے لکھنے سے لگاؤ رکھتا ہے تو وہ یہ باخوبی جانتا ہو گا کہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھے جانی والی کتاب کونسی ہے؟؟ تو حقیقت میں یہی جواب ملے گا کہ "قرآن مجید" یہ وہ کتاب ہے جس کے پڑھنے کا ہر حسن بڑے کمال والا ہے، انسان جب بھی اسے پڑھتا ہے تو یہ اپنے سُننے والے کی سماعتوں کو ایک الگ کیفیت عطا کرتا ہے، انسان اسے جب بھی پڑھتا ہے تو ہر دفعہ اس کا علم، شعور اور سماعتیں اس کو دبارہ پڑھنے کی حاجت رکھتیں ہیں، اس کتاب کا نام بھی اپنے زیادہ پڑھے جانے پر دلالت کرتا ہے۔Mohammad M.Ahmed اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

"قرآن" کے معنی:

The literal meaning of the word Qur'an is 'read a lot'.This alos explains why the Qun'an is the most read book in the world.Tens of millions of Muslims recite the holy Qur'an five time a day in salah and many millions recite a considerable portion of it on a daily basis.The holy Qur'an is continuously recited throughout the world in millions of masajid (msoques).especially in the two holiest places of islam (Makkah and Madinah).It is recited in thousands of holy shrines and in islamic educational institutions.Ever Since its inception, this practice has been ongoing and continuous.When a Muslim passes away,friends and family members recite the holy Qur'an abundantly and convey its earned blessings to the deceased.In the holy month of Ramadhan,the ninth month of the Islamic calender and the month of fasting,almost every single Muslim recites the entire Qur'an at least once,and some do it many time more.[1]

قرآن کے لغوی معنی ہیں: بہت پڑھا جانے والا۔ اور یہی بات یہ سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ قرآن دنیا میں سب سے زیادہ کیوں پڑھا جاتا ہے؟ کروڑوں مسلمان روزانہ پانچ مرتبہ اپنی نمازوں میں اس کی تلاوت کرتے ہیں اور کروڑوں دوسرے نماز کے علاوہ بھی قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ دنیا کی لاکھوں مساجد میں مسلسل قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے، بالخصوص مقدس ترین مقامات (مکہ

1("Would you like to know Something about Islam".Mohammad M.Ahmed,p.70-71,crescent Books Inc. New York:2011)

ومدینہ) میں۔اس کی تلاوت ہزاروں مقبروں اور مدرسوں میں کی جاتی ہے۔آغاز سے لے کر آج تک یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔جب کوئی مسلمان انتقال کر جاتا ہے تو اس کے گھر والے اور دوست،احباب کثرت سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تاکہ مرنے والے کو ثواب پہنچا سکیں۔اسی طرح رمضان کے بابرکت مہینے میں خصوصیت کے ساتھ ہر مسلمان ایک یا ایک سے زائد مرتبہ اس کی تلاوت کرتا ہے۔[2]

یہ عظیم کتاب آج بھی اپنے انہی تمام الفاظ کے ساتھ موجود ہے جو چودہ سو سال پہلے حضور ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوئے تھے۔

2(سیدُ البشر ﷺ بے مثل و بے مثال، ڈاکٹر خالد علی انصاری، ص:114، حامد اینڈ کمپنی، لاہور، پاکستان، 1440ھ۔ 2019ء)

اللہ کی طرف

از قلم: علامہ سید اظہار اشرف جیلانی

دنیا کی ہر شئے خود انسان کا اپنا وجود بھی اللہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے، انسان جب اپنے وجود پر غور کرتا ہے تو اُسے اللہ کی ذات کو تسلیم کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں ہوتی، پھر وہ سچے دل سے یہ اقرار کرتا ہے کہ ایک ہی ذات ہے جس کی طرف خلوصِ نیت والی عبدیت لازم وملزوم ہے۔

لا الہ الا اللہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے جزء لا الٰہ میں باطل معبودوں کی نفی ہے اور دوسرے جزو "الا اللہ" میں صرف اللہ کے معبود ہونے کا ذکر ہے پس "لا الہ الا اللہ" کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں جو شخص اس کلمے کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتے ہوئے پڑھے گا، اس کے تقاضوں کو پورا کرے گا، اس کے خلاف تمام امور سے بچے گا اس کا اللہ پر ایمان درست ہو گا۔ اُس کا ہر خیال اللہ کی طرف بڑھنے میں اُسے راحت دے گا۔ اُس کا مزاج اللہ کی پسند اور ناپسند کا خیال رکھے گا، اُس کا کردار اللہ کی چاہت کے مطابق ہو گا۔



اللہ کی چاہت



از قلم: ڈاکٹر سید شہریار اشرف جیلانی

اللہ کی چاہت یہ ہے کہ ہر انسان کچھ نہ کچھ نظام ٹھیک کرنے میں اپنا کردار ادا کرے، اس کو زیادہ سے زیادہ سنوارا جائے، اللہ کے دیئے ہوئے ذرائع اور اس کی بخشی ہوئی قوتوں اور قابلیتوں کو زیادہ سے زیادہ بہتر طریقے سے استعمال کیا جائے، وہ عظیم خالق اس بات کو ہر گز پسند نہیں کرتا کہ کوئی بھی انسان اپنی قوتوں کا غلط استعمال کر کے تمام زندگیوں کو نقصان پہنچائے، اپنی سوچ، فکر، علم و کردار سے سب کو پریشان کرے، بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اس کو بد نظمی سے، گندگیوں (برائیوں) سے اور ظلم و ستم سے خراب کر دیا جائے۔

آج کی سوچ اختیارات کی طرف زیادہ توجہ دیتی ہے۔ عزت، شہرت، دولت کے حصول کی طرف اپنی تمام قوتوں کو لگانے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ تمام چیزیں ملنے کے بعد چاہے کچھ بھی ہو تا رہے، انہیں کچھ بھی پرواہ نہیں ہوتی، ایسے لوگوں کا دنیا میں ہونا تکلیف دے اور نہ ہونا سکون کا باعث ہو تا ہے۔

انسانوں میں سے وہ لوگ جو ہمدردی کا جذبہ رکھتے ہیں، اسی وجہ سے اُن کے اندر نکھارنے کی صلاحیت واضح ہو جاتی ہے، انہیں کام کرنے کے بہتر سے بہتر مواقع ملتے ہیں، وہ سچ کی بنیاد پر اپنے اصول ترتیب دیتے ہیں، وہ ایک ایک دن گزرتے ہوئے یہ سوچتے ہیں کہ ہماری ذات سے دوسرے کو فائدہ ہے یا نہیں؟ اگر فائدہ نہیں پہنچا سکے تو نقصان سے محفوظ رکھ پائے ہیں یا نہیں؟ ایسے لوگ خود بخود جھوٹ سے نفرت کرتے ہیں، دھوکہ سے بچ جاتے ہیں، بگاڑ کو پہچان کر اپنے آپ کو اور دوسروں کو اُس سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی چاہتوں کا ایک حسین منظر ہے جو کسی کی بھی شخصیت سے ظاہر ہو سکتا ہے۔

اگر آپ میں سے کسی شخص کا کوئی باغ ہو اور وہ اسے ایک مالی کے سپرد کر دے تو آپ خود بتایئے کہ وہ اس مالی سے اولین بات کیا چاہے گا؟ باغ کا مالک اپنے مالی سے اس کے سوا اور کیا چاہ سکتا ہے کہ وہ اس کے باغ کو نکھارے نہ کہ خراب کر کے رکھ دے۔ تو حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ بھی ہم سے یہ چاہتا ہے کہ اس کے باغ کو زیادہ سے زیادہ بہتر حالت میں رکھا جائے۔ زیادہ سے زیادہ ترقی دی جائے۔

اس کے حسن میں، اس کی صفائی میں، اس کی پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو۔ جس بھی انسان کو وہ دیکھے گا کہ وہ خوب محنت سے جی لگا کر سلیقے اور قابلیت کے ساتھ اس کے باغ کی خدمت کر رہا ہے، اس کی روشوں کو سنوار رہا ہے، اس کی اچھے سے دیکھ بھال کر رہا ہے، اس کو جنگلی پودوں اور جھاڑ جھنکاڑ سے صاف کر رہا ہے اور اس میں اپنی جدت اور جُودت سے عمدہ پھلوں اور پھولوں کی نئی نئی قسموں کا اضافہ کر رہا ہے، تو ضروری ہے کہ وہ اس سے خوش ہو گا، اُس کا خیال رکھے گا، اور اللہ جس کا خیال رکھتا ہے تو اُس کی تمام تخلیق اُس کا خیال رکھتی ہے۔ وہ کبھی بھی، کہیں بھی، کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی مطمئن (آرام و سکون) سے رہتا ہے۔ اُس کو کسی چیز کا کوئی غم، کوئی خوف نہیں ہوتا۔ اُس کو کبھی بھی کسی چیز کی کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی، وہ خود بھی مطمئن ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی مطمئن رکھتا ہے۔

ہماری اخلاقی حالت

از قلم: بنتِ اشرف ولمشائخ سیدہ نازنین فاطمہ اشرف جیلانی

ہمارے افراد کی عام اخلاقی حالت کوئی بھی اُصول قبول نہیں کر سکتا، آپ اس کا اندازہ خود اپنے ذاتی تجربات و مشاہدات سے لگا سکتے ہیں۔ ہم میں کتنے فی صد آدمی ایسے پائے جاتے ہیں جو کسی کا حق تلف کرنے میں، کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے میں، کوئی "مفید" جھوٹ بولنے اور کوئی "نفع بخش" بے ایمانی کرنے میں صرف اس بنا پر بچتے ہوں کہ ایسا کرنا اخلاقاً بُرا ہے؟ جہاں قانون گرفت نہ کرتا ہو، یا جہاں قانون کی گرفت سے بچ نکلنے کی اُمید ہو، وہاں کتنے فی صدی اشخاص محض اپنے اخلاقی احساس کی بنا پر کسی جرم اور کسی برائی کا ارتکاب کرنے سے باز رہ جاتے ہیں ؟ جہاں اپنے کسی ذاتی فائدے کی توقع نہ ہو، وہاں کتنے آدمی دوسروں کے ساتھ بھلائی، ہمدردی، ایثار، حق رسانی اور حسنِ سلوک کا برتاؤ کرتے ہیں؟ ہمارے کتنے تجارت پیشہ لوگوں میں سے ایسے تاجر موجود ہیں کہ جو دھوکے اور فریب اور جھوٹ اور ناجائز نفع اندوزی سے پرہیز کرتے ہوں؟ ہمارے کتنے صنعت پیشہ لوگوں میں سے ایسے افراد موجود ہیں جو اپنے فائدے کے ساتھ کچھ اپنے خریداروں کے مفاد اور اپنی قوم کی مصلحت کا بھی خیال رکھتے ہو؟ ہمارے زمینداروں میں کتنے ہیں جو غلہ روکتے ہوئے اور بے حد گراں قیمتوں پر بیچتے ہوئے یہ سوچتے ہیں کہ اپنے اس نفع اندوزی سے وہ کتنے لاکھ بلکہ کتنے کروڑ کما کر کتنے انسانوں کو فاقہ کشی کا عذاب دے رہے ہیں ؟ ہمارے مالداروں میں کتنے ہیں جن کی دولت مندی میں کسی ظلم، کسی حق تلفی، کسی بددیانتی کا دخل نہیں ہے؟ ہمارے محنت پیشہ لوگوں میں کتنے ہیں جو فرض شناسی کے ساتھ اپنی اُجرت اور اپنی تنخواہ کا حق ادا کرتے ہیں ؟ ہمارے سرکاری ملازموں میں کتنے ہیں جو رشوت اور خیانت سے ظلم کرتے ہیں، کام چوری اور حرام خوری سے، اور اپنے اختیارات کے ناجائز استعمال کرتے ہیں؟ ہمارے وکیلوں میں، ہمارے ڈاکٹروں اور حکیموں میں، ہمارے اخبار نویسوں میں، ہمارے ناشرین و مصنفین میں، ہمارے قومی "خدمت گزاروں" میں کتنے ہیں جو اپنے فائدے کی خاطر غلط طریقے اختیار کرنے اور خلقِ خدا کو ذہنی، اخلاقی، مالی اور جسمانی نقصان پہنچانے میں کچھ شرم محسوس کرتے ہوں؟ ہماری اخلاقی حالت کو آپ خود ہی جان سکتے ہیں جو بڑی خوفناک حد تک گری ہوئی ہے، اور کسی گروہ کا حال دوسرے سے بہتر نہیں ہے۔ اپنی اپنی اخلاقی تنزل کسی کو نظر نہیں آتی، جس خود غرضی، بے دردی اور سنگ دلی کا سلوک کیا جا رہا ہے، وہ پتہ دے رہا ہے کہ ہمارے عام اخلاق کس تیز رفتاری کے ساتھ گر رہے ہیں۔ اخلاق زندگی کی روح ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ آپ کو باخوبی ہو گیا ہو گا۔

اُمت کا اجتماعی ضمیر

از قلم: سیدہ عروسہ اشرف جیلانی

آج بظاہر عملی طور پر مسلمان احکامِ الٰہی اوران احکامات کو کر کے دیکھانے والے (حضور اکرم ﷺ کی شخصیت) سے دور ہیں لیکن اگر کہیں بھی رسول اللہ ﷺ کی ذات سے متعلق کوئی بھی بات کی جاتی تو تمام مسلمان ایک ہی نظریہ کے خاطر اپنی جان، مال سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ آج یہود و نصاریٰ پریشان ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں سے رسول اللہ ﷺ کی محبت کو کیسے نکالا جائے؟ اپنی تمام کوششوں کے باوجود یہ لوگ اسلام اور اسلام کی حقیقی وضاحت کرنے والے (محمد ﷺ) کی ذات سے کسی قسم کی برائی کو نسبت دینے میں کامیاب نہیں ہو سکے، جب بھی کوئی ایسی کوشش کرتا تو پوری دنیا کے سامنے ذلیل و خوار ہو جاتا۔ چند

سرپھرے انسان تو ہر زمانے میں اور ہر قوم میں ایسے ضرور نکلتے ہیں جو غیر مسلم قوموں سے متاثر ہو کر اسلام کے خلاف فضول اور بے تکی باتوں میں وزن محسوس کرتے ہیں مگر پوری اُمت کا سر پھرا ہو جانا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اللہ رب العزت کے اس مقدس دین کے کلمہ میں وہ کمال ہے کہ جب بھی اس کلمے کو کوئی بھی انسان پڑھ لے تو وہ عملی طور پر اگر کمزور بھی ہو جائے لیکن اس کلمے کی برکت سے وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات کو ہی اصل نظریہ حیات سمجھتا ہے۔ آج تمام اُمت اس مسئلے پر ایک ہے۔

حضور ﷺ کی شخصیت

از قلم: محمد اویس قادری اشرفی

رسول اللہ ﷺ کی ذات محض خوش اعتقادی کے لحاظ سے نہیں، واقعاتی حیثیت سے بھی بہت ہی جامع شخصیت ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کے جس واقعہ کو بھی پڑھا جائے، غور کیا جائے، تو وہ واقعہ انسان کی عظیمت و بلندی کو ظاہر کر رہا ہوتا ہے، انسان کی کامیابی کو واضح کر رہا ہوتا ہے، انسان اگر سچے دل سے طالب ہو کر ان واقعات سے کچھ حاصل کرنا چاہے تو اُس کی سوچ بھی کامیابی کا سفر طے کرتی ہے، عقل بھی ترقی کی منزلیں حاصل کر رہی ہوتی ہے، انسان کے علم و عمل کی کامیابی، انسان کی نظر کی کامیابی، انسان کے الفاظ کی کامیابی، انسان کی سماعت کی کامیابی، انسان کے کردار و رویہ کی کامیابی کا دنیا مشاہدہ کر رہی ہوتی ہے، اور جب انسان بغیر کسی غرض کے رسول اللہ ﷺ کی طرف توجہ کرتا ہے، اُن کی تعلیمات کو طلب اور تڑپ سے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اِن تمام کامیابیوں کی شان بڑے کمال سے نظر آتی ہیں، کیونکہ اُس کی ذات کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی ذات سے ہو جاتا ہے۔

جہاد کی ضرورت

از قلم: علامہ حافظ محمد جمال اشرفی

اس وقت افسوس ناک صورت حال یہ ہے کہ اُمت مسلمہ میں اقدامی جہاد کلیتاً معطل ہوا پڑا ہے.. یا تو فقط کسمپرسی کی حالت میں کشمیر و فلسطین وغیرہ میں آزادی کی جنگیں لڑی جا رہی ہیں... یا مسلم سیکولر حکومتوں نے چند زرخرید جنگجو لشکر و جیش پال رکھے ہیں جو اِن کے وقتی و عارضی مقاصد کی تکمیل کے لیے کچھ کاروائیاں کر کے انہیں جہادی کاروائیاں قرار دیتے ہیں... یا عالمی طاقتوں نے بڑی چابک دستی سے مشرق وسطیٰ وغیرہ مسلم ممالک میں کچھ گروہ تیار کر کے انہیں فتنہ و فساد پر لگایا ہوا ہے... یا پھر مسلم ممالک کی فوجیں امن کے نام پر عالمی طاقتوں کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دنیا کے متعدد علاقوں میں خود مسلمانوں کا قتل عام اور عالمی طاقتوں کے مفادات کا تحفظ کر رہی ہیں۔

قرآن حکیم میں جس شرعی حکم کے متعلق سب سے زیادہ آیات کریمہ ہیں وہ جہاد پر ہے... احادیث اور کتب فقہ میں جہاد کے متعلق مفصّل روایات اور بحثیں موجود ہیں...

جس پاک نبی کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں انہیں نبی السیف کے مبارک نام سے یاد کیا جاتا ہے.. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس مدنی سالوں میں مسلسل جہاد فرمایا.. آپ نے اپنی وراثت میں اُمت کے لیے تلواریں اور ہتھیار چھوڑے، آپ کے ستائیس غزوات اور چھپن سرایا ہیں، خلافت راشدہ، خلافت بنو امیہ، خلافت بنو عباس، خلافت عثمانیہ، اندلس اور برصغیر میں کسی بھی دور میں اقدامی جہاد معطل نہیں ہوا... اور اسی وجہ سے بارہ سو سال تک اسلام دنیا میں غالب طاقت رہا۔

سیدنا خالد بن ولید، سیدنا ابو عبیدہ بن جراح، محمد بن قاسم، صلاح الدین ایوبی، طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر اور یوسف بن تاشفین جیسے عظیم جرنیل ہماری عظیم تاریخ کا قابل فخر حصہ ہیں..

بارہ سو سال کے بڑے بڑے جنگی معرکے اور لازوال جہادی داستانیں فتوح الشام وغیرہ بے شمار کتب میں آج بھی چمک کر رہی ہیں۔

بارہ سو سال تک اُمت اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اسی بنیاد پر کرتی رہی کہ وہ بڑے ہو کر مجاہد بنیں گے اور غازی یا شہید بن کر اِن کا سر فخر سے بلند کریں گے۔ غازی کی بیوی اور شہید کی بیوہ کہلانا ایک اعزاز سمجھا جاتا رہا۔

بڑے بڑے جید متقدمین نے بذات خود جہادی معرکوں میں شرکت کی اور یہ ان کی زندگی کا بہترین حصہ قرار

پایا..
بارہ سو سال تک مسلمان کے لیے عیش کی زندگی دشوار اور شہادت کی موت مزید ار رہی. بستر پہ مرنا باعث ذلت اور میدان میں مرنا باعث عزت سمجھا جاتا رہا... موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لڑنے والا سورما سارے قبیلے کی آنکھ کا تارا ہوا کرتا تھا۔ رب کی بارگاہ میں شہید ہو کے پیش ہونا زندگی کی عظیم خواہش ہوا کرتی تھی...
تلوار کی ضرب لگنا باعث پریشانی نہیں بلکہ دل کی تڑپ ہوا کرتی تھی۔
مسلم معاشروں میں ہتھیاروں کا کاروبار وسیع تر اور جہادی تربیت اہم سمجھی جاتی تھی۔
کافر طاقتیں مسلمانوں کی اسی جہادی سپرٹ کو دیکھ کر تھر تھر کانپتی تھیں.. ہمیشہ ایک تہائی مسلمان دو تہائی یا اس سے زائد کافروں کو شکست فاش سے دوچار کرتے تھے..
نبی السیف کے جہاد سے لے کر خلافت عثمانیہ کے جہاد تک ہمیں جو تسلسل نظر آتا ہے وہی دراصل اسلام کو آفاقی شان عطا کرتا رہا اور کافر کو ذلیل و رسوا کرتا رہا..
یہ بات ہمیں تو بھول گئی مگر شاطر و عیار عالمی طاقتوں کو ہرگز نہیں بھولی، انہوں نے ہم سے تاج خلافت چھیننے کے بعد مسلسل اس چیز پہ نظر رکھی ہوئی ہے کہ اب دوبارہ ہمارے اندر جہادی جذبہ بیدار نہ ہونے پائے۔ اسی لیے جہاں بھی کہیں حقیقی جہاد کی آواز بلند ہونے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے وہیں مسلمان کی گردن دبوچ لی جاتی ہے.. الا یہ کہ وہ امریکی مفاد کا نام نہاد جہاد ہو، تو اس کو باقاعدہ پلان اور سپورٹ کر کے باقی رکھا جاتا ہے، مگر یہ پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے کہ سواد اعظم اہل سنت کو اس سے بھی دور ہی رکھا جائے، صرف اپنے پالتو فرقوں کو ایسے نام نہاد جہاد کا ٹھیکہ دیا جاتا ہے.
عالمی طاقتیں پوری دنیا میں اس چیز پر نظر رکھے ہوئے ہیں کہ کوئی حکمران، کوئی تنظیم، کوئی لیڈر، کوئی نصاب ایسا تو نہیں سامنے آرہا جو مسلمانوں کو ان کے حقیقی شرعی جہاد سے آگاہ و خبر دار کر رہا ہو.. جیسے ہی انہیں اس کی بھنک پڑتی ہے وہ فوراً ہی حرکت میں آجاتی ہیں اور ایسی سوچ کے ارد گرد گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا جاتا ہے.
جہاد کا بنیادی مقصد دنیا بھر میں بزور شمشیر اللہ و رسول کے دین، قانون اور نظام کا نفاذ ہے.. کسی کافر کو زبردستی کلمہ تو نہیں پڑھایا جائے گا مگر کافرانہ حکومتوں کو سر اٹھا کر جینے بھی نہیں دیا جائے گا. کفار اسلامی حکومت میں قانون کے پابند ہو کے رہیں .
آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا بھر میں صرف اور صرف مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے، برما، فلسطین، ہندوستان، کشمیر، افغانستان، وسطی افریقہ، عراق، شام اور یمن وغیرہ ممالک میں مسلمانوں کا جینا دوبھر ہو چکا ہے. ہر ہر جگہ

مسلمان کفار کے سیاسی غلام بن کر زندہ ہیں، ان کی اجتماعیت اور افرادی قوت کو بکھیر دیا گیا ہے. سیاسی طور پر سر اٹھا کر جینا کسی مسلمان ملک کے لیے ممکن ہی نہیں ہے..یعنی اب مسلمانوں کو کافروں والی اس ذلت کا سامنا ہے جس کا کافروں کو بارہ سو سال تک سامنا رہا ہے۔

بھولا بھالا مسلمان سوچتا پھرتا ہے کہ وہ کیوں اس بدترین حالت تک پہنچا..کوئی تعلیم کی کمی کو، کوئی سائنس میں پیچھے رہ جانے کو، کوئی نمازیں نہ پڑھنے کو اور کوئی تبلیغ چھوڑ دینے کو اس کا سبب قرار دیتا ہے..حالانکہ اصل سبب جہاد فی سبیل اللہ کا مسلمانوں میں معطل ہو جانا ہے۔

یاد رہے کہ جہاد شرعی کا متبادل دوسری کوئی بھی عبادت نہیں ہو سکتی، نہ تعلیم، نہ تبلیغ، نہ نماز روزہ نہ حج زکوٰۃ، نہ عقیقہ قربانی..جہاد کا متبادل بھی صرف جہاد ہی ہے۔

چونکہ ہم ذہنی طور پر غلام بن چکے ہیں اس لیے ہمارا اسلام بھی باطل مغربی فکری سانچے میں ڈھل چکا ہے..

حالانکہ حکم خداوندی ہے..ولا تلبسوا الحق بالباطل..ہم امت کی کامیابی مغربی طرز میں ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں..حالانکہ ہمارے آخر کی اصلاح بھی اسی طریقے سے ہو گی جس سے ہمارے اول کی اصلاح ہوئی تھی...

سیدنا عیسی علیہ السلام اور امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی دنیا میں آکر جہاد کے ذریعے ہی اسلام کو غالب کریں گے.

مجھے اس وقت شدید حیرت ہوتی ہے جب ایک عالم وفاضل مسلمان بھی جہاد کی بات سن کر اس کی ہنسی اڑاتا ہے اور اس کی بات کرنے کو فقط دیوانے کی بڑ سمجھتا ہے.سچ فرمایا تھا رسول خدا نے کہ کافر تم پر کھانے کے تھال پر جھپٹنے کی طرح جھپٹیں گے اور تم کثیر ہونے کے باوجود صرف اس لیے مار کھاؤ گے کہ لذات دنیا میں مستغرق اور موت سے ڈرنے لگ جاؤ گے۔

اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر ہر سنی لیڈر، عالم، تنظیم، ادارہ اور فرد با قاعدہ سے اسلامی جہاد اور اس کی تاریخ کا مطالعہ کر کے ذہنی طور پر تمام مسلمانوں کو اس کے لیے تیار کرے..جیسے جیسے قلوب واذہان میں جہاد کی فکر راسخ ہوتی چلی جائے گی ویسے ویسے اس کا راستہ بھی ہموار ہوتا چلا جائے گا۔

طارق بن زیاد

از قلم: صاحبزادہ سید وقار اشرف جیلانی

انسان کے ہر عمل کے پیچھے کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے اور یہ انسان کا فطری تقاضہ ہے لیکن ایک وہ شخص جو اسلام پر عمل کرتے ہوئے اسلام کے ہر احکام سے محبت ہو جائے اور وہ بغیر کسی غرض کے اسلام کے احکامات پر عمل کرنے میں کوئی مشکل محسوس نہیں کرے تو عموماً یہ دیکھا گیا کہ وہ شخص اپنے علم و عمل سے بہت سے انسانوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتا رہا، ایسی بہت سی مثالیں غیر مسلم بھی اپنی تحریر سے واضح کرتے رہے ہیں۔

ایک مغربی سائنسی مورخ Strassburg لکھتا ہے:

"Anyhow it is astonishing enough that the entire botanical literature of antiquity furnishes us only two parallels to our book (of Dinawari). How was it that the Muslim people could, during so early a period of its literacy life, attain the level of the people of such a genius as the Hellenic one, and even surpassed it in this respect." [3]

موسیٰ بن نصیر نے اگلے ہی سال 711ء بمطابق 92ھ معروف بربر جرنیل 'طارق بن زیاد' کو 7,000 فوج کے ساتھ سپین پر لشکر کشی کیلئے روانہ کیا۔ افریقہ اور یورپ کے درمیان واقع 13 کلو میٹر چوڑائی پر مشتمل آبنائے کو عبور کرنے کے بعد اِسلامی لشکر نے سپین کے ساحل پر جبل الطارق (Gibraltar) کے مقام پر پڑاؤ کیا۔

'طارق' کا سامنا وہاں سپین کے حکمران 'راڈرک' کی ایک لاکھ سے زیادہ اَفواج سے ہوا۔ تین روز گھمسان کی لڑائی جاری رہی مگر فتح کے آثار دِکھائی نہ دیئے۔ چوتھے دِن طارق بن زیاد نے فوج کے ساتھ اپنا تاریخی خطاب کیا، جس کے اِبتدائی الفاظ یوں تھے:

أیها النّاسُ! أین المفرّ؟ البحر مِن ورائِکم و العدوّ أمامکم، و لیس لکم و اِللّٰه إلا الصّدق و الصبر.

(دولۃُ الاسلام فی الاندلس، 46:1)

3(Zeitschrift fuer Assyriologie, Strassburg, vols. 25,44)

اے لوگو! جائے فرار کہاں ہے؟ تمہارے پیچھے سمندر ہے اور سامنے دُشمن، اور بخدا تمہارے لئے ثابت قدمی اور صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

شریف اِدریسی نے اپنی کتاب ''نُزھۃ المشتاق'' میں لکھا ہے کہ اِس خطاب سے قبل 'طارق' نے سمندر میں کھڑی اپنی کشتیاں جلادی تھیں تاکہ فتح کے سوا زِندہ بچ نکلنے کے باقی تمام راستے مسدُود ہو جائیں۔ چنانچہ مسلمان فوج بے جگری سے لڑی اور 19 جولائی 711ء کے تاریخی دِن 'وادئ لکہ' کے مقام پر ہسپانوی اَفواج کو شکستِ فاش سے دوچار کیا، جس میں گاتھ بادشاہ فرار ہوتے ہوئے دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ اِس بڑے معرکے کے بعد جہاں عالمِ اِسلام خصوصاً افریقہ میں مسرّت کی لہر دوڑ گئی وہاں سپین کے عوام نے یومِ نجات منایا۔ اس کے بعد اکتوبر 711ء میں اِسلامی اندلس کا نامور شہر قرطبہ (Cordoba) 'مغیث رومی' کے ہاتھوں فتح ہوا اور دُوسرے شہر بھی یکے بعد دیگرے تیزی سے فتح ہوتے چلے گئے۔ بعد اَزاں جون 712ء میں 'موسیٰ بن نصیر' نے خود 18,000 فوج لے کر اندلس کی طرف پیش قدمی کی اور 'اشبیلیہ' (Seville) اور 'ماردہ' (Merida) کو فتح کیا۔ دونوں اِسلامی لشکر 'طلیطلہ' (Tledo) کے مقام پر آن ملے جو پہلے ہی کسی مزاحمت کے بغیر فتح ہو چکا تھا۔

سبق آموز باتیں

از قلم: محمد کامران قادری اشرفی

ایک حکیم سے پوچھا گیا:

زندگی میں کامیابی کیسے حاصل ہوتی ہے؟

حکیم نے کہا اس کا جواب لینے کے لیے آپ کو آج رات کا کھانا میرے پاس کھانا ہو گا۔

سب دوست رات کو جمع ہو گئے۔

اس نے سوپ کا ایک بڑا برتن سب کے سامنے لا کر رکھ دیا۔

مگر سوپ کے لیے سب کو ایک ایک میٹر لمبا چمچ دے دیا۔ اور سب کو کہا کہ آپ نے اپنے لمبے چمچ سے سوپ پینا ہے۔

ہر شخص نے کوشش کی، مگر ظاہر ہے ایسا ممکن نہ تھا۔

کوئی بھی شخص چمچ سے سوپ نہیں پی سکا۔ سب بھوکے ہی رہے۔

سب ناکام ہو گئے تو حکیم نے پوچھا:

میری طرف دیکھو۔

اس نے ایک چمچ پکڑا،

سوپ لیا اور چمچ اپنے سامنے والے شخص کے منہ سے لگا دیا۔

اب ہر شخص نے اپنا اپنا چمچ پکڑا اور دوسرے کو سوپ پلانے لگا۔

سب کے سب بہت خوش ہوئے۔

سوپ پینے کے بعد حکیم کھڑا ہوا اور بولا:

جو شخص زندگی کے دستر خوان پر اپنا ہی پیٹ بھرنے کا فیصلہ کرتا ہے،

وہ بھوکا ہی رہے گا۔

اور جو شخص دوسروں کو کھلانے کی فکر کرے گا، وہ خود کبھی بھوکا نہیں رہے گا۔

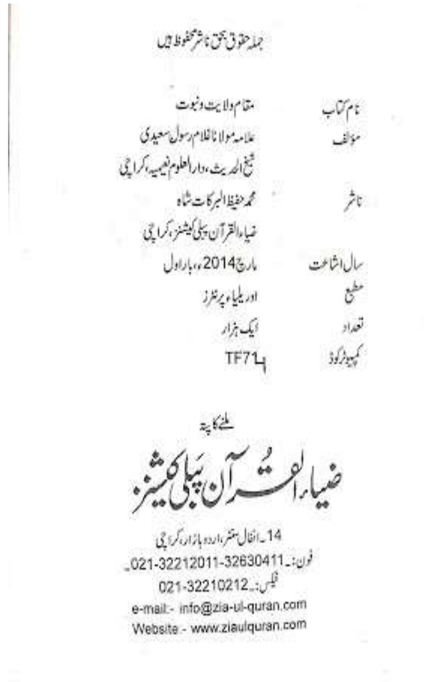
دینے والا ہمیشہ فائدے میں رہتا ہے، لینے والے سے۔

ہم سب کی کامیابی کا راستہ دوسروں کی کامیابی سے ہو کر گزرتا ہے۔



تعارف و تبصرہ

از قلم: جناب سلمان قادری اشرفی



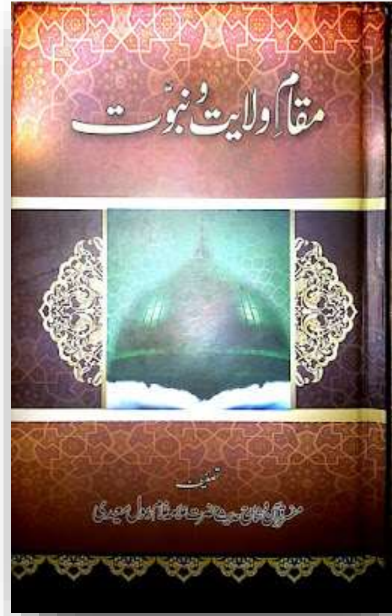
جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	مقام ولایت ونبوت
مؤلف	علامہ مولانا غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث، دارالعلوم نعیمیہ، کراچی
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کراچی
سال اشاعت	مارچ 2014ء، باراول
مطبع	اور ہلیاء پرنٹرز
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	TF71

ملنے کا پتہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی
فون:۔ 021-32212011-32630411
فیکس:۔ 021-32210212
e-mail:- info@zia-ul-quran.com
Website.- www.ziaulquran.com



مصنف: علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کراچی۔

صفحات: 223،

سن اشاعت: 2014مارچ

تعارف کتاب:

دنیا میں بہت سارے موضوعات پر کتابیں لکھیں جارہیں ہیں لیکن تحقیق کی بنیاد پر مقالات کی صورت میں اہم موضوعات پر اسی بہترین کتاب بہت کم ہی نظر آتیں ہیں۔ اس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں بہت سی معلومات موجود ہیں، دورِ حاضر کے اہم بنیادی مسائل کا بڑی خوبصورتی سے جواب دیا گیا ہے۔ امہات الکتب کی عبارات دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

موضوعات:

اس کتاب میں آپ نے ان موضوعات پر گفتگو فرمائی ہے (الاھداء۔ تقدیم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر علم کا اطلاق۔ تدریجی علم۔ بعثت سے پہلے غیب کا علم۔ عقیدہ علم غیب۔ اخبارِ غیب اور علم غیب۔ علم

غیب کا اطلاق۔ علم غیب کا اطلاق (مدرسہ دیوبند سے)۔ ہر مؤمن کو کچھ غیوب کا علم تفصیلی ضروری ہوتا ہے۔ ذاتی اور عطائی کی بحث۔ عدم توجہ، عدمِ علم کو مستلزم نہیں۔ علم کلی کے بارے میں اہل سنت کا مسلک۔ علم کلی پر دلائل۔ "علم ما کان وما یکون"۔ علم روح اور علوم خمسہ۔ علم الٰہی اور علم رسول میں فرق۔ الشيءِ المطلق اور مطلق الشيءُ۔ قدرت۔ خلق ورکسب۔ امورِ عادیہ ورغیر عادیہ۔ امور غیر عادیہ میں کسب کا دخل۔ معجزہ۔ کرامت۔ (1) مُردوں کو زندہ کرنا۔ 153۔ (2) مُردوں سے بات چیت کرنا۔ (4) قلب ماہیت۔ (5) اولیاء اللہ کے واسطے زمین کا سمٹ جانا۔ (6) جمادات اور حیوانات کا کلام کرنا۔ (7) بیماریوں سے تندرست کر دینا۔ (8) حیوانات کا فرماں بردار ہو جانا۔ (9) وقت کا سمٹ جانا۔ (10) وقت کا وسیع ہو جانا۔ حمد الحضرمی مجذوب۔ محمد اشرمینی۔ تصرف۔ نبی اکرم ﷺ کے تصرف کا ثبوت۔ محمد شمس الدین حنفی۔ ملفوظ نمبر:۔ ملفوظ نمبر: تکوین۔ استعانت اور استمداد۔ فائدہ۔ مخلوق سے استعانت کی قسمیں۔ استمداد پر شواہد۔ شاہ ولی اللہ اور استمداد۔ حضرت عبد الرحیم سے استمداد۔ حضرت شیخ محمد سے استمداد۔ شاہ عبد العزیز اور استمداد۔ حاجی امداد اللہ اور استمداد۔)

تبصرہ:

اس کتاب کے پہلے سبق میں علامہ نے مسلمانوں کے اہم اور بنیادی مسائل پر تحقیقی اصول کے ذریعہ سے وضاحت فرمائی ہے۔ انسانی عقل و علم محدود ہے، اگر انسان علمِ کل ہوتا تو آپ جتنی ترقی انسان نے حاصل کی ہے، دنیا کے ابتدائی زمانوں میں حاصل کر لیتا لیکن اللہ اور جس کو اُس نے عطا کیا وہ لا محدود ہے، تو انسان اپنے خیالات، علم و عقل سے نبی کے علم و فضل کا تعین کرے یہ ناممکن ہے، ہاں معلومات سے کچھ اندازا کرنا لیکن اُس پر اتنا یقین کرنا کہ بس یہ جو میری تحقیق ہے بس یہی ہے تو یہ سوچ اور عمل اللہ کی بارگاہ میں ناپسندیدہ ہے۔ علامہ نے اس کتا میں یہی وضاحت کی ہے کہ آپ جتنی بھی محنت کریں نبی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتے تو کیونہ ہم اپنی ایسی سوچیں جو بے ادبی کا سبب بنے اُس سے انحراف کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ سے دعا ہے کہ علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

آمین



الجامعة المخدومية الاسلامية

علم دین سیکھنے کی خواہش رکھنے والوں کے لیے بہترین موقع

online























قرآن سیکھیں مفصل تجوید کے ساتھ

اسلام کی بنیادی معلومات کے لیے مختصر کورس

Online درس نظامی کا آغاز ہو گیا ہے۔



+923342986859